

# ترتیب و تنقیدِ مقاتل کی مہم

میراثِ مسلماناں ہے سرمایۂ شبیریؑ

علامہ سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کا مونپوری

نیک نامی کا وارث بنایا۔ ان قبائل میں واقعات کر بلا کا برابر چرچا رہتا۔ یہ قبائل ان واقعات کو اپنی دستاویز فخر سمجھتے اور مناسب مواقع پر ان کا بار بار ذکر کیا کرتے۔ اسد، جعف، خزاعہ، نخشم، تغلب وغیرہ قبائل کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کے افراد نے جرمہ شہادت نوش کر کے زندگی جاودانی حاصل کی۔

## عزیزوں کے تاثرات

محمد بن حنفیہ۔ عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن جعفر کی تقریروں اور تحریروں نے اس سانحہ عظمیٰ کے بہت سے تاریخی اجزائی کی حفاظت کی۔

## قاتلوں کے بیانات

خود قاتلوں نے ابن زیاد و یزید کے درباروں میں انعام و صلہ و عزت و شہرت کے خیال سے مبالغہ کارنگ بھر کر بیان کیا جس سے اصل حقیقت کا استنباط مشکل کام نہیں ہے۔ حکومت کے نامہ نگاروں نے حکومت کے ایما پر عوام کو خوف زدہ و مرعوب کرنے کے لئے واقعات عوام تک پہنچائے۔

## توابین و مختار

سلیمان بن صُرخرامی۔ عبد اللہ بن والی، رفاعہ بن شداد بجلی وغیرہ جب قاتلانِ امامؑ سے خونِ طاہر کا انتقام لینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو واقعہ ہائلہ کر بلا کو نظم و نثر میں بیان کرتے تھے اس طرح برابر واقعات کے بیان کی تکرار و تجدید ہوتی رہی۔ جس وقت مختار قصاص خونِ شہداء کے لئے اٹھے تو انہوں نے بھی اس واقعہ کی انقلابی روح سے حوصلوں میں جان ڈالی۔ جب ان کی حکومت قائم ہو گئی اور قاتلوں کو گرفتار کر لیا تو ہر ایک

۶۱ھ میں کر بلا کے شہیدوں کا پاک خون زمین پر گرتے ہی اس کی تاثیر کا اظہار ہونے لگا۔ اسی دن سے نئے دل اور نئے دماغ ڈھلنے لگے۔ فضا میں تغیر ہونے لگا۔ واقعہ کی تاثیر نے لاکھوں انسانوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ اس کی نشر و اشاعت اور تشریح و توضیح کے لئے لاکھوں انسانوں کی زندگیاں وقف ہو گئیں۔ مورخ، سیرت نگار، شاعر، ادیب مقرر و خطیب اور معلوم نہیں کہ کن کن ناموں سے حسینیت کے پروانے یاد کئے جانے لگے۔

## شر کا واقعہ کا تحفظ حسینیہ میں حصہ

امام زین العابدینؑ ساری زندگی اس واقعہ سے مردہ قوم میں تازہ روح پھونکتے رہے۔ کر بلا کی محترم خواتین نے، کوفہ و شام کے سفر میں اپنے خطبوں اور مرثیوں سے شہادت کے فلسفے کو دور دور تک پہنچایا۔ پس ماندگان کی آہ آتشیں، ان کے دلگداز نوے، ان کے رقت خیز واقعات، ان کی سوگوارانہ شام و سحر سے اس عہد کا سماج شعوری و غیر شعوری طور پر شدت سے متاثر ہوا۔ ستم کش وارثوں نے تبلیغی زبان میں اسرارِ شہادت، مقام شہادت اور رودادِ شہادت کے سلسلے میں بہت کچھ کہا۔

کر بلا سے کوفہ و شام تک اسیروں نے شہادت کے پس منظر و منظر کے ہر گوشے پر روشنی ڈالی۔ عقبہ بن سمعان خادم حضرت ربابؑ رفیقہ حیاتِ امام حسینؑ اور ضحاک مشرقی اور حسن ثنیٰ یہ سب واقعہ کر بلا کے ترجمان کی حیثیت سے زندگی بھر چشم دید واقعات سامعین کے گوش گزار کرتے رہے۔

## شہداء کے قبائل

کر بلا کے شہیدوں نے اپنے قبائل کو لازوال عزت و

قاتل سے فرداً فرداً اس کا مخصوص جرم اس سے پوچھا۔ قاتلوں کی فہرست تیار کرائی۔ اس طرح خود قاتلوں کی زبان سے بھی مقتل شہداء تیار ہو گیا۔

### بنی فاطمہ کے انقلابی نعرے

بنی امیہ و بنی عباس کی حکومتوں نے اولاد نبی و علی و بنی فاطمہ پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ بنی فاطمہ کے صبر و ضبط کا پیمانہ جب لبریز ہو جاتا تھا تو وہ سر ہتھیلی پر رکھ کر مدافعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اس وقت وہ المیہ کربلا کے سوز و تاثیر سے سامعین کے دلوں کو گرماتے تھے اور خود ان پر جو مظالم ہو رہے تھے ان کو کربلا کے مظالم سے جوڑ کر اپنی مظلومیت کی لرزہ خیز داستان سناتے تھے جس سے عوام کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہو جاتی تھیں اور واقعہ کربلا حماسہ و شجاعت و غیرت دینی و ملی کی روح بن کر سننے والوں سے اپنا گہرا رشتہ عقیدت قائم کر لیتا تھا۔

زید بن امام زین العابدینؑ نے حکومت کے مظالم سے عاجز آ کر جب انقلابی قدم اٹھایا تو ان کی دعوت کا نعرہ ”یالشارات الحسین“ تھا یعنی حسینؑ کے خون کے بدلے کے لئے اٹھو۔

مصر و یمن و طائف، ایران وغیرہ سے جو امامؑ کی نصرت کے لئے آنا چاہتے تھے لیکن موانع کی وجہ سے نہ آ سکے۔ ان کا دل محرومی کے صدمہ سے ایک مجلس غم بنا رہتا تھا۔ مرثیہ یا محرومی کے تذکرے واقعہ کربلا کی تجدید کرتے تھے۔

### امام زین العابدینؑ کا غم حسینؑ

امام زین العابدینؑ نے ساری زندگی اسباب و مقاصد و روداد واقعہ کربلا کے بیان کے لئے وقف کر دی تھی۔ امام محمد باقرؑ شہداء کربلا کے غم منانے کی ترغیب دیتے تھے۔ خود اجمالاً یا تفصیلاً واقعہ کربلا کا متن بیان کیا کرتے، شعراء کو مرثیہ گوئی یا مرثیہ خوانی کی دعوت دیتے تھے۔ سدید، کمیت و فرزدق نے مرثیے کہے۔

### واقعہ کربلا نعرہ انقلاب بن گیا

اموی حکومت کے زوال میں واقعہ کربلا کے اثرات کا بڑا حصہ تھا۔ ۱۰ محرم کو انقلابی جھنڈے بلند کئے گئے۔ یہ جھنڈے سیاہ تھے۔ واقعہ کربلا کے اکہتر سال بعد ۱۳۲ھ میں بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان حمار کی بیٹیاں جب عدیس خلیفہ سفاح کے چچا صالح بن علی کے سامنے قید کر کے لائی گئیں تو صالح نے ان کے سامنے واقعہ کربلا کا ذکر کیا اور بتایا کہ بنی امیہ نے اہل بیتؑ کی توہین میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ (مروج مسعودی)

### ائمہ اہل بیتؑ نے بقاء و تجدید سانحہ کربلا میں بڑا کام کیا

امام جعفر صادقؑ نے واقعہ کربلا کے نشر و اشاعت کی تنظیم میں اسے ایک ادارہ کی شکل دی۔ اس کے حدود قائم کئے۔ گھر میں مجالس کیں۔ شعراء کو مرثیہ پڑھنے کی دعوت دی۔ ابوعمارہ نشد، جعفر عقیل، فقیل، سید اسماعیل حمیری وغیرہ نے امامؑ کا اشارہ پا کر المیہ شاعری اور عزائم ادب میں گراں قدر اضافہ کیا۔ امام رضاؑ نے اپنے عہد میں عزاداری کو بہت فروغ دیا۔ دعبیل خزاعی کے مرثیہ کی تخلیق آپ ہی کے عہد میں ہوئی۔

### حکومتوں کے تشدد نے واقعہ کربلا کی یاد دہانی کی

۶۱ھ سے ۲۶۰ھ تک ائمہ کا دور ظہور ہے۔ واقعہ کربلا مختلف دور میں مختلف منزلوں سے گذرا۔ متوکل نے سخت تشدد سے کام لیا۔ لیکن بہلول دانا اور زید مجنون کو نہ روک سکے۔

### آل بویہ اور فاطمین مصر کی کوششیں

واقعہ کربلا مختلف و متضاد ادوار سے گزرتا رہا۔ زیادہ تر سیاسی حالات ناسازگار ہی رہے۔ عرصہ کے بعد ۲۵ھ میں آل بویہ کا نیک دل و فدائے آل محمد بادشاہ معز الدولہ جب تخت حکومت پر بیٹھا تو اس نے المیہ کربلا کو سرکاری غم قرار دیا اور عاشور کو ریاست میں سب کاروبار بند کرادیئے۔ سیاہ لباس میں سڑکوں پر ماتمی جلوس نکالا۔

مصر میں بنی فاطمہ نے بھی اس واقعہ کی اشاعت میں کافی



شرعی حیثیت سے لازم ہے اور مسلمان عورت کے لئے مذہبی طور پر اس کی پابندی بہر حال ضروری ہے۔

☆☆☆

(سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۸۴۸، دسمبر ۱۹۹۶ء)

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۰ کا-----)

کی بہت سی حقیقتیں ابھر سکتی ہیں جن سے ابھی لوگ ناواقف ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں مقتل عقبہ بن سمعان اور مقتل ضحاک مشرقی تیار کیا تھا اور دونوں شائع بھی ہو گئے ہیں یہ واقعہ کربلا کے عینی گواہ تھے اور محب اہل بیت تھے۔ عراق و ایران اور ہندوستان کے اہل نظر میں انہیں دلچسپی سے پڑھایا گیا۔ میں مقتل الحسینؑ امام زین العابدینؑ، مقتل حضرت زینبؑ، مقتل فاطمہؑ کبریٰ، مقتل امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ و مقتل الحسینؑ امام رضاؑ، مقتل الحسینؑ امام مہدیؑ منتظر واقعہ کربلا کے سلسلے میں ان کے بیانات جمع کر کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن عوام کی باہمی آویزش نے ان کو کسی ضرورت کے احساس کے قابل نہیں رکھا ہے۔ بہت ضروری اور اہم کام جو اس صدی کے تقاضے تھے زاویہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اگر مورخین کی کتابوں سے مقاتل تیار کرنے اور نئے مقاتل ترتیب دینے کی ہم کی قدر و قیمت کو محسوس کیا جاتا اور یہ کام ہو جاتا۔ تاریخ و ادب اور ذکر و بیان مراثنی و خطابت کو وہ قوت و جلال ملتی جس کا اندازہ اندھیرے میں نہیں کیا جاسکتا۔

اگر تیرہ سو سال کے اندر جو مقاتل لکھے گئے یا تاریخوں میں جو مواد ہے اس پر نظر ثانی نہیں کی جائے گی اور درایت و تنقید کی مدد سے نئی کتابیں منظر عام پر نہیں آئیں گی تو غلطیوں کا لاتنا ہی سلسلہ جاری رہے گا۔

[ماخوذ از ہفتہ وار سرگرا لکھنؤ محرم نمبر فروری ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۴]



کے روکے گی نہیں۔

حالانکہ جس طرح پردہ میں یہ مضرت جسمانی کا پہلو ہے اسی طرح حفظانِ صحت کا پہلو بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ سڑکوں پر، راستوں میں، گلیوں میں اور بالخصوص سینماؤں اور ٹھیٹھروں میں جہاں بھیڑ ہوتی ہے کھوئے سے کھوا چھلتا ہے اور ہر طرح کے لوگ پاس پاس بیٹھے ہیں نہ جانے کتنی قسم کے امراض کے مبتلا لوگوں سے مڈ بھیڑ ہوتی ہے۔ کتنوں سے بات چیت ہوتی ہے۔ کیسے کیسے اشخاص کے پاس بیٹھنا ہوتا ہے اور مختلف طرح کے جراثیم ہوا میں تنفس اور تکلم کے ذریعہ سے جسم تک پہنچنے کے امکانات ہوتے ہیں اور ان جراثیم کی مضرتوں سے عورتیں پردہ کی پابندی کی وجہ سے زیادہ محفوظ رہ سکتی ہیں۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ باوجودیکہ پردہ کے رواج کو چودہ سو برس کے قریب ہو چکے پھر بھی مسلمانوں میں عورتوں کی مردم شماری کا تناسب مردوں سے زیادہ ہی رہا جس کی وجہ سے ایک ایک مرد کو چار عورتوں تک شادی کرنے کی اجازت کا نفاذ رہا اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ بڑی پردہ کی پابند عورتیں بھی اسی اور توے یا اس سے زیادہ کی عمر تک پہنچتی رہی ہیں۔ جبکہ موجودہ زمانہ میں جو بہ نسبت پہلے کے اوسط کے لحاظ سے بہت سی مسلمان عورتوں میں بھی آزادی پیدا کر چکا ہے۔ عمروں کی مقدار بہ نسبت پہلے کے گھٹ گئی ہے۔

یہ پردہ کی برکت نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے حفظانِ صحت کے اصول سے گھرے ہوئے مگر غیر فطری ماحول اور مصنوعی زندگی کی برکت ہے۔ جس کی وجہ سے مردوں کی عمر طبعی بھی پہلے کی بہ نسبت گھٹ گئی۔ پھر عورتوں کی عمر کا گھٹنا پردہ کا نتیجہ کیونکر سمجھا جاسکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ پردہ کے خلاف جتنے اعتراضات ہیں وہ سب بالکل غلط ہیں عقلی حیثیت سے پردہ مستحسن اور